

# جزا و سزا کے ذریعے انسانی رویوں پر کنٹرول

گھروں، اسکولوں اور معاشروں میں رویوں کو قابو میں رکھنے کے لیے جزا و سزا کو طویل عرصے سے بنیادی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ والدین بچوں کو دھمکاتے یا لالچ دیتے ہیں، اساتذہ گریڈز (grades) دیتے یا جرمانے عائد کرتے ہیں، اور ادارے نظم و ضبط برقرار رکھنے کے لیے سزاؤں پر انحصار کرتے ہیں۔ ان طریقوں کے فوری نتائج انہیں پرکشش بناتے ہیں: بچے حکم مان لیتے ہیں، طلبہ فرمانبرداری دکھاتے ہیں اور ملازمین خود کو ڈھال لیتے ہیں۔ تاہم، سطح کے نیچے ان تکنیکوں کی پوشیدہ قیمت چکانی پڑتی ہے۔ جو تخلیقی صلاحیتوں کو دبانے، خود اعتمادی کو نقصان پہنچانے اور دیانتداری کے بجائے منافقت کو فروغ دینے کی صورت میں سامنے آتی ہے۔

والدین، اساتذہ اور لیڈر اکثر جزا و سزا پر اس لیے بھروسہ کرتے ہیں کیونکہ یہ طریقے "کارگر" ثابت ہوتے ہیں۔ کھلونے کا وعدہ کریں، بچہ تمیز دکھائے گا۔ سزا کا خوف دلائیں، طالب علم حکم مانے گا۔ جرمانے کا ڈر ڈرائیوروں کو قانون کا پابند رکھتا ہے۔ لیکن، اگرچہ یہ طریقے قلیل مدتی طور پر موثر ہیں، ان کے طویل مدتی نقصانات حقیقی نشوونما اور کردار سازی کی راہ میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔

## نتائج کو قابو میں رکھنے کا جنون

ہمارے گھروں اور اسکولوں میں جزا و سزا کے حاوی ہونے کی ایک بڑی وجہ فوری نتائج حاصل کرنے کا جنون ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ بچے ایک خاص طریقے سے پیش آئیں، اور وہ بھی فوراً۔

لیکن انسانی رویہ محض گہرے اندرونی عوامل—خیالات، احساسات، اقدار اور ارادوں—کا بیرونی اظہار ہوتا ہے۔ اگر وہ اندرونی عوامل تبدیل نہ ہوں، تو خوف یا لالچ کے زیر اثر دکھایا گیا کوئی بھی "اچھا رویہ" محض ایک عارضی لبادہ ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بچہ فی الوقت خاموشی سے بیٹھ جائے، معذرت کر لے یا حکم مان لے، لیکن اس کی اندرونی سوچ تبدیل نہیں ہوتی۔

مثال کے طور پر، ایک بچہ اپنے بہن بھائی کو مارنے کے بعد سزا سے بچنے کے لیے "معذرت" تو کر سکتا ہے، لیکن ضروری نہیں کہ وہ دل سے شرمندہ بھی ہو۔ جب تک بچے میں دوسروں کا احساس اور عدل و انصاف کی سمجھ بیدار نہ ہو، وہ بار بار ایسا ہی کرے گا۔

یہی وجہ ہے کہ نتائج کو قابو میں کرنے کی کوشش ایک فریب ہے: آپ باہر سے کسی پر خلوص، ہمدردی یا ذمہ داری مسلط نہیں کر سکتے۔ آپ کو وہ ماحول فراہم کرنا ہوگا جہاں یہ خوبیاں خود پروان چڑھ سکیں۔

اس حقیقت کو تسلیم کرنا باعثِ اطمینان ہے کہ: ہم براہِ راست نتائج کو قابو میں نہیں کر سکتے۔ ہم جس چیز پر اثر انداز ہو سکتے ہیں وہ اندرونی عوامل ہیں—محبت، رہنمائی، بہترین نمونہ عمل (role models) اور گفتگو کے لیے محفوظ ماحول فراہم کر کے۔

## والدین کی شناخت کا بوجھ

بہت سے والدین لاشعوری طور پر یہ مانتے ہیں کہ: اگر ان کا بچہ صحیح رویہ اختیار نہیں کر رہا، تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اچھے والدین نہیں۔ یہی خوف ضرورت سے زیادہ کنٹرول کی وجہ بنتا ہے۔ اپنی انا اور خود پسندی کے دفاع کے لیے، والدین بچوں کو فوری فرمانبرداری پر مجبور کرتے ہیں۔

- والدین کی نظریں، عوام میں بچے کی بدتمیزی محض ایک مسئلہ نہیں بلکہ ان کی اپنی ناکامی کی علامت بن جاتی ہے۔
- نتیجہ: سخت ڈانٹ ڈپٹ، دھمکیاں یا لالچ۔ اس لیے نہیں کہ والدین اسے سیکھنے کا بہترین موقع سمجھتے ہیں، بلکہ اس لیے کہ انہیں اس میں اپنی بدنامی یا بے عزتی کا خوف ہوتا ہے۔
- والدین کی شناخت کا یہ غلط تصور، بچے کو ایک جیتی جاگتی ہستی سمجھنے اور اس کی پرورش کرنے کے بجائے، بڑوں کی اپنی ذات کی تسکین اور خود توقیری کا ایک ذریعہ بنا دیتا ہے۔

## وہ تربیت جس کی والدین اور اساتذہ کو اصل ضرورت ہے

زیادہ تر والدین اور اساتذہ نے سیرت سازی کے حوالے سے کبھی کوئی باقاعدہ تربیت حاصل نہیں کی ہوتی۔ وہ جبلت، تقالی یا روایتی ماحول پر بھروسہ کرتے ہیں۔ لیکن صرف نیک نیتی کافی نہیں؛ موثر تربیت اولاد اور تدریس کے لیے ضروری ہے کہ بڑے پہلے اپنی سیرت کی تعمیر کریں۔

تربیت کے چند اہم پہلو درج ذیل ہیں:

کردار کی خوبیوں کو پروان چڑھانا

- صبر: بچے آہستہ سیکھتے ہیں اور غلطیاں دہراتے ہیں۔ بے صبری سختی کی طرف لے جاتی ہے۔
- ہمدردی اور دردمندی: یہ سمجھنا کہ بچہ اپنی ناکامی یا بدتمیزی کے وقت کیسا محسوس کرتا ہے۔
- امید اور استقامت: یہ یقین رکھنا کہ تبدیلی ممکن ہے، چاہے اس میں وقت ہی کیوں نہ لگے۔

عملی نمونہ (Role Modeling)

- بچے ہماری باتوں سے زیادہ ہمارے اعمال سے سیکھتے ہیں۔

- وہ والدین جو سچائی کی تبلیغ تو کرتے ہیں لیکن مہمانوں سے بچنے کے لیے فون پر جھوٹ بولتے ہیں، کسی بھی درس سے زیادہ طاقتور (مگر منفی) پیغام دے رہے ہوتے ہیں۔

مکالمہ اور آزادانہ گفتگو

- ایک ایسا محفوظ اور غیر جانبدارانہ ماحول تخلیق کرنا جہاں بچے خود کو دیانتداری سے ظاہر کرنے میں سکون محسوس کریں۔
  - اگر بچہ امتحان میں نقل کرنے کا اعتراف کرتا ہے، تو وہ والدین جو خاموشی سے سنتے ہیں اور پوچھتے ہیں، "آپ کو ایسا کیوں لگا کہ آپ کو نقل کرنی چاہیے؟" وہ بچے کو غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں۔ اس کے برعکس، چلانے والے والدین بچے کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر سکتے ہیں۔
- ماحول کی ہم آہنگی

- بچوں کی صلاحیتیں اس ماحول میں نکھرتی ہیں جو ان اخلاقی اصولوں سے میل کھاتا ہو جن کی تربیت والدین دینا چاہتے ہیں۔
- بچوں کو ایک طرف احترام کی تعلیم دینا اور دوسری طرف ان کے سامنے رشتہ داروں کا مذاق اڑانا الجھن کا باعث بنتا ہے۔ اس کے برعکس، گھر میں حسن سلوک اور مہربانی کی فضا قائم کرنے سے تربیت کا پیغام قدرتی طور پر مضبوط ہو جاتا ہے
- ان صلاحیتوں کے بغیر، بڑے جزا و سزا کے مختصر راستے کا انتخاب کرتے ہیں، اور عارضی فرمانبرداری کو مستقل نشوونما سمجھنے کی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔

## پوشیدہ قیمت: فیصلہ سازی کی صلاحیت کا خاتمہ

- جزا و سزا پر ضرورت سے زیادہ انحصار کا سب سے سنگین طویل مدتی نتیجہ شاید یہ ہے کہ بچوں میں فیصلہ سازی کی مہارت کبھی پیدا ہی نہیں ہو پاتی۔

جب ہر فیصلہ ان کی جگہ کوئی اور کرے / کرتا ہے۔ خواہ وہ انعام کا لالچ دے کر ہو یا سزا کی دھمکی سے۔ تو وہ کسی با اختیار شخص کے محض غیر فعال پیروکار بن کر رہ جاتے ہیں۔ انتخاب کے مختلف پہلوؤں کو تولنے، نتائج پر غور کرنے اور خود فیصلے کرنے کی صلاحیت تشنہ تکمیل رہ جاتی ہے۔

- ایک نوعمر لڑکا جو صرف سزا کے خوف سے حکم مانتا ہے، وہ نظروں کے سامنے تو اصولوں کی پابندی کرے گا لیکن تنہائی میں انہیں توڑ دے گا، کیونکہ اس نے اصولوں کے سچھے چھپی منطوق کو کبھی سمجھا ہی نہیں تھا۔

- اسی طرح ایک طالب علم جس نے ہمیشہ درجات (grades) کے لیے پڑھا ہو، امتحانات ختم ہوتے ہی سیکھنے کا تمام شوق کھو سکتا ہے۔ علم کی اپنی اہمیت کی خاطر اسے حاصل کرنے کا شعوری انتخاب کرنے کی صلاحیت اس میں کبھی پیدا ہی نہیں ہوتی۔

اس طرح پروان چڑھنے والے بالغ افراد اکثر خود مختاری کے حوالے سے جدوجہد کرتے ہیں: وہ اندرونی اخلاقی استدلال پیدا کرنے کے بجائے بیرونی اشاروں (باس، ساتھیوں، معاشرے) پر منحصر ہوتے ہیں کہ انہیں کیا کرنا چاہیے۔

## جزا و سزا کارگر کیوں معلوم ہوتی ہے

جزا و سزا پر کشش ہیں کیونکہ یہ رویے میں فوری تبدیلی کا باعث بنتی ہیں۔ ایک دھمکی ضد کو روک سکتی ہے۔ ایک لالچ خاموشی خرید سکتا ہے۔ تاہم، یہ اثر عارضی اور سطحی ہوتا ہے۔ بچے کی اندرونی اخلاقی سمت تبدیل نہیں ہوتی۔ یا اس سے بھی بدتر، وہ بگڑ جاتا ہے۔

جس طرح 'فاسٹ فوڈ' بھوک تو مٹاتا ہے لیکن صحت کو نقصان پہنچاتا ہے، اسی طرح جزا و سزا والدین اور اساتذہ کو فوری ریلیف تو فراہم کرتی ہے لیکن طویل مدتی نقصان کا باعث بنتی ہے۔

## حاصلِ کلام

جزا و سزا پر انحصار ہمارے الف) کنٹرول کے جنون، ب) "ناکام والدین" کہلانے کے خوف، اور ج) حقیقی سیرت سازی کی تربیت کے فقدان سے پیدا ہوتا ہے۔ تاہم، ان کی پوشیدہ قیمت بہت بھاری ہے: مفلوج فیصلہ سازی، کمزور خود اعتمادی، اور وہ سطحی رویے جو تبدیل نہ ہونے والی اندرونی حقیقتوں کو چھپائے رکھتے ہیں۔

حقیقی تربیتِ اولاد اور تدریس ایک مختلف نقطہ نظر کا تقاضا کرتی ہے: اپنے اندر صبر، ہمدردی، دردمندی اور استقامت پیدا کرنا؛ اپنی اقدار کے مطابق ماحول بنانا؛ کھلے مکالمے کا آغاز کرنا؛ اور دیانتداری کے عملی نمونے کے طور پر خود کو پیش کرنا۔ صرف تب ہی ہم ان اندرونی عوامل کو پروان چڑھانے کی امید کر سکتے ہیں جو دیرپا اور بامعنی رویوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ نہ کہ محض عارضی دکھاوے کی طرف۔